**AL-TABYEEN,** *[ISSN (P)* 2664-1178, *(E)* 2664-1186 | *Jan-Jun-2021, Vol: 5, Issue: 1*

# کتبِ تفاسیر بالرائے میں اسباب النزول کی روایات سے استدلال کا منہج

## (ایک تجزیاتی مطالعہ)

ڈاکٹر عبدالرؤف زاہد*

ماریہ اشرف**

## ABSTRACT

Sabab al-Nuzūl (cause of revelation) in Qur'anic studies means the time, context, cause, and the situation in which Allah has revealed verses. There is no doubt that cause of revelation has an important role in the interpretation of Qur'an. There are many types of Tafsir in dealing with Asbab-e-Nazool.Many Muslim scholars consider the studying of Asbab-e-Nuzul and their related discussions as necessary. Some exegetes have written books studying the subject. The earliest and the most important work in this genre is undoubtedly Kitab asbab al-Nuzul ("Book of occasions of revelation") of Ali ibn Ahmad al-Wahidi (d. 1075 CE). Another important work is by al-Suyuti (d. 1505 CE) which is a slight improvement of al-Wahidi's book. In this paper Descriptive Method and Comparative Study are used to analysis Traditions of Revelation and their effects on Tafseer literature. This paper proves the value of the causes of revelation in Quranic Interptation and describe the different approaches towards Asbab-e-Nazool in Tafseer Literature ,and verification and authencity of traditions in the books of Tafsir Bilary.

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

** وزٹنگ لیکچرر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

Keywords: منزل من السماء، تفسیر بالرائے، اعتقاد، اصحاب الرائے، ناسخ و منسوخ

## تعارف

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری منزل من السماء کلام انسانیت کیلیے ذریعہ ہدایت اور دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ قرآن مجید کے فہم حقیقی اور مرادِ الٰہی تک پہنچنے کا بہترین اور مستند ذریعہ تفسیر ہے، چنانچہ کتبِ تفاسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مفسرین کے ہاں تفسیرِ قرآن کے دو اہم مناہج ہیں: تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرائے۔ ذیل میں تفسیر بالرائے کا تعارف بیان کیا جاتا ہے:

## تفسیر بالرائے کا مفہوم

لفظ "الرائے" کا اطلاق اعتقاد، اجتہاد اور قیاس پر کیا جاتا ہے۔ اسی قیاس کے قائلین کو اصحاب الرائے بھی کہا جاتا ہے، لیکن علم تفسیر کی اصطلاح میں تفسیر بالرائے سے مراد قرآن مجید کی وہ تفسیر ہے، جو صرف نقلی روایات کی مدد ہی سے نہیں بلکہ نئے تقاضوں کے مطابق اجتہاد کی مدد سے بھی کی جائے گی، چنانچہ یہ اسی صورت میں ہی ممکن ہے، جب تفسیر کرنے والا عربوں کے اسلوب کلام، عربی الفاظ اور ان کے وجوہ دلالت سے بخوبی آگاہ ہو، زمانہ جاہلیت کے اشعار، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ اور ان امور سے نابلد نہ ہو، کیونکہ مذکورہ علوم مفسر کے لیے از حد ضروری ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسے تفسیر بالدرایت، تفسیر بالعقل اور تفسیر بالاجتہاد بھی کہتے ہیں، کا اطلاق قرآن مجید کی اس تفسیر پر ہوتا ہے، جس میں مفسر کے ذاتی اجتہاد کا عمل دخل ہو۔ تفسیر کے اس رجحان کو اجتہادی یا عقلی یا درایتی رجحان بھی کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں تفسیر بالرائے کی مذمت کی گئی ہے، لیکن تفسیر بالرائے میں لفظ 'رائے' کے مطلب میں اختلاف ہے جیسا کہ جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ومن قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار" [1]

"جس نے قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔"

اسی طرح جامع ترمذی میں عبد اللہ بن عباسؓ سے بالفاظ دیگر روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار" [1]

---

[1] ۔ ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسی بن سورۃ، جامع، مکتبہ دارالسلام، لاہور، 1995ء، رقم: 234

"جس نے علم کے بغیر قرآن کے بارے میں کوئی بات کہی وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے"۔

اس دوسری حدیث نے پہلی حدیث کے لفظ ((برأیہ)) اپنی رائے سے) کا مطلب واضح کر دیا ہے کہ اس سے مراد «بغیر علم» (علم کے بغیر) ہے۔ گویا تفسیر بالرائے ایسی تفسیر کو کہا جائے گا جو علم کے بغیر کی جائے۔

ابو عیسیٰ ترمذی (م۔۲۷۹ھ۔۸۹۲ء) حدیث میں وارد لفظ "برأیہ" کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"اس سے مراد علم کے بغیر اپنے جی سے قرآن کی تفسیر کرنا ہے، جو کہ قابل مذمت ہے۔ رہا علم کی رُو سے تفسیر کرنا تو یہ بالکل درست اور جائز ہے، کیونکہ اس طرح کی تفسیر مشہور تابعین مجاہد، قتادہؒ اور دوسرے اہل علم نے بھی کی ہے اوران لوگوں کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں ہو سکتی کہ خدانخواستہ وہ لوگ علم کے بغیر محض اپنے جی سے قرآنِ مجید کی تفسیر کرتے تھے۔"[2]

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ حدیث میں 'رائے' کا لفظ اپنے لغوی معنوں میں نہیں ہے، بلکہ ایک اصطلاح کے طور پر آیا ہے، جس کا مطلب "علم کے بغیر قرآن کی من مانی تفسیر کرنا" ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ و تابعین بھی اپنے علم اور اپنی عقل و بصیرت سے کام لے کر قرآن کی تفسیر بھی کرتے تھے اور اس سے مختلف احکام و مسائل کے استنباط کے لیے اجتہاد بھی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر بالرائے کی بھی دو اقسام ہیں:

## ا۔ تفسیر بالرائے المحمود

تفسیر بالرائے المحمود تفسیر بالرائے کی قسم ہے۔ مفسرین کرامؒ تفسیر قرآن کیلیے عموماً قرآن وحدیث اور اقوالِ صحابہ و تابعین کے ساتھ ساتھ ذاتی رائے، اجتہاد و استنباط اور جدید علوم سے استفادہ کرتے ہیں، جس سے تفسیری ادب میں جدید مسائل کے حل اور نئے فکری و نظریاتی چیلنج سے نبرد آزما ہونے کیلیے مواد میسر آتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حسین ذہبیؒ تفسیر بالرائے المحمود کی توضیح میں لکھتے ہیں:

"تفسیر بالرائے المحمود یہ ہے کہ تفسیر کرتے ہوئے قرآن، حدیث، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم و

---

1۔ ترمذی، الجامع، رقم الحدیث: 234

2۔ ترمذی، الجامع، رقم الحدیث: 234

تابعین رحمہم اللہ وغیرہ سے استفادہ کیا جائے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ نئے پیش آمدہ مسائل اور نئے انداز فکر کے مطابق نصوص دینیہ کی روشنی میں اجتہاد کیا جائے، رائے کو کام میں لایا جائے، تو ایسی تفسیر کو تفسیر بالرائے المحمود کہا جاتا ہے"۔[1]

## ۲۔ تفسیر بالرائے المذموم

تفسیر بالرائے المذموم تفسیر بالرائے کا دوسرا اہم رجحان ہے۔ تفسیر بالرائے المذموم کے ضمن میں چونکہ مفسرین تفسیرِ سلف وخلف اور تفسیر بالماثور ومنقول کی بجائے عصری تقاضوں اور نئے رجحانات کی روشنی میں خالصتاً اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں بعض اوقات منفی فکری رجحانات اور افکار و نظریات سامنے آتے ہیں۔

ڈاکٹر صبحی صالحؒ(م۔۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۶ء) تفسیر بالرائے المذموم کی توضیح میں لکھتے ہیں:

"تفسیر میں رائے کو استعمال کرنے کا ایک دوسرا انداز یہ ہے کہ رائے استعمال کرتے ہوئے نصوص دینیہ کی بالادستی اور کتاب وسنت کی حقیقی روح کا لحاظ کیے بغیر تفسیر کی جائے۔ نصوص کی بجائے عربی لغت وشاعری وغیرہ پر زیادہ دارومدار ہو اور اس تفسیر کو نصوص دینیہ کی تائید حاصل نہ ہو۔ اس تفسیر کو تفسیر بالرائے المذموم کہا جاتا ہے"۔[2]

## ا۔ کتبِ تفاسیر بالرائے المحمود میں روایاتِ اسباب النزول

تفسیر بالرائے المحمود تفسیر بالرائے کی سب سے اہم اور مفسرین کے ہاں تفسیر بالماثور کے بعد مقبول صورت ہے۔ اصول تفسیر کی روشنی میں یہ ثابت ہے کہ ایسی احادیث اور آیاتِ قرآنیہ جن میں غوروفکر اور تدبر کا حکم ہے، وہ تفسیر بالرائے المحمود کی حد تک ہی جائز ہے، یہی وجہ ہے کہ تفسیر بالرائے کے مفسرین کتب تفاسیر میں تفسیر بالماثور کے طرز پر اسلاف سے استفادہ بھی کرتے ہیں اور روایاتِ تفسیر بھی نقل کرتے ہیں۔ بطور استشہاد اہم مثالیں درج ذیل ہیں:

---

[1]۔ ذہبی، دکتور محمد حسین، التفسیروالمفسرون، دارالکتب الحدثیه، قاهره، مصر،1425ھ،1:225

[2]۔صالح، صبحی صالح، علوم القرآن،موسسة الرساله،بیروت،1412 ھ، 514

پہلی مثال: قاضی ناصر الدین بیضاویؒ(م۔۶۸۵ھ۔۱۲۸۶ء)سورۃ البقرۃ کی آیت:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [1]

کے سبب النزول میں یہ روایت لکھتے ہیں:

"روي أن عبدان الحضرمي ادعى على امرئ القيس الكندي قطعة من أرض ولم يكن له بينة، فحكم رسول الله صلّى الله عليه وسلّم بأن يحلف امرؤ القيس، فهم به فقرأ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمانِهِمْ ثَمَناً قَلِيلًا الآية. فارتدع عن اليمين، وسلم الأرض إلى عبدان، فنزلت"۔[2]

"عبدان الحضرمی کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے امری القیس الکندی پر زمین کے ایک ٹکڑا کا دعوی دائر کیا، حالانکہ اس کے پاس دلیل نہیں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امرؤ القیس کے قسم کھانے کا فیصلہ فرمایا۔ اس(امری القیس) نے قسم کھانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمانِهِمْ ثَمَناً قَلِيلًا﴾تو وہ قسم کھانے سے باز رہا اور زمین عبدان کے سپرد کر دی، تو یہ آیت نازل ہوئی:﴿ولا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل﴾"۔

درج بالا روایاتِ اسباب النزول کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مفسرین تفسیر بالرائے المحمود سبب النزول کے ضمن میں مفسرین بالماثورہ کے نہج پر روایات کو ذکر کرتے ہیں اور تفسیر قرآن مجید میں اسباب النزول کی اہمیت وافادیت کو ضروری گردانتے ہیں۔

## ۲۔ معتزلی تفاسیر اور روایاتِ اسباب النزول

کتب تفاسیر میں تفسیر الکشاف معتزلی افکار کی نمائندہ تفسیر ہے۔ جس میں جار اللہ محمود بن عمرو زمخشری

---

[1] ۔البقرۃ 188:2

[2] ۔بیضاوی،عبداللہ بن عمر، ناصر الدین شیرازی، انوار التنزیل واسرار التاویل، دار احیاء التراث ، بیروت،1418ھ،1:126

(م۔۴۶۷۔۵۳۸ھ) نے تفسیر الکشاف میں قرآنی اعجاز کی وجوہ کو، قرآن کے نظمی جمال اور بلاغت کو بغیر کسی زائد از ضرورت بات کے انتہائی عمدگی سے بیان کیا ہے اور اسرائیلیات کا ذکر بھی شاذ و نادر کیا ہے، البتہ حدیث رسول ﷺ سے بہت کم استشہاد لیتے ہیں، بلکہ کبھی کبھار موضوع احادیث کو بالخصوص سورتوں کے فضائل میں بیان کرتے ہیں۔ تفسیر میں معتزلی عقائد بطور استشہاد بھی پیش کیے گئے ہیں جبکہ آیات کی تاویل بھی انہی عقائد کے موافق کی گئی ہے۔

ذیل میں معتزلی افکار کی نمائندہ تفسیر الکشاف سے روایاتِ اسباب النزول کی مثالیں ملتی ہیں جن میں سے دو اہم امثال ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پہلی مثال: سورۃ المائدۃ کی آیت:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾[1]

"تمہارا دوست تو اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان دار لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔"

کے سبب النزول سے متعلق مفسرین یہ روایت پیش کرتے ہیں:

جار اللہ زمخشریؒ (م۔۴۶۷۔۵۳۸ھ) آیت بالا کے سبب النزول میں روایت پیش کرتے ہوئے صراحت سے لکھتے ہیں:

" وإنها نزلت في عليّ كرم اللّٰه وجهه حين سأله سائل وهو راكع في صلاته فطرح له خاتمه ، كأنه كان مرجا في خنصره، فلم يتكلف لخلعه كثير عمل تفسد بمثله صلاته. "۔[2]

" اور بے شک یہ آیت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نازل ہوئی، جب کسی سائل

---

[1]۔المائدۃ5:55

[2]۔زمخشری، محمود بن عمرو، جار الله ،الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، دارلکتاب العربیه، بیروت، 1407ھ، 1:649

نے ان سے مانگا تو وہ نماز میں رکوع کی حالت میں تھے، اپنی انگوٹھی اس کی طرف پھینک دی، چونکہ وہ ان کی چھنگلی میں کھلی کھلی تھی تو انہوں نے اپنے آپ کو کسی زیادہ عمل کا مکلف نہیں کیا کہ جس سے نماز خراب ہو"۔

درج بالا روایت کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ "تفسیر الکشاف" میں سبب النزول کی روایت بغیر سند کے ہے۔ائمہ جرح و تعدیل کی ابحاث کی روشنی میں یہ روایت آیت بالا کیلیے سبب النزول قرار نہیں دی جاسکتی۔عبدالرحمن ابن جوزیؒ(م۔۵۹۷ھ۔۱۲۰۰ء)کے مطابق بھی یہ روایت وضع کردہ ہے اور انہوں نے اسے موضوع روایت میں شمار کیاہے۔

## ۳۔ نظم قرآن کی تفاسیر میں روایاتِ اسباب النزول

قدیم اہل عرب کے شعرا کے قصیدوں میں اور اُن کے خطبا کے خطبوں میں بھی کتابی اور منطقی ترتیب نہیں ہوتی تھی، بلکہ ان کے مضامین میں بھی تنوع اور رنگارنگی ہوتی تھی اور قرآن مجید اُنہی کے اُسلوب میں نازل ہوا ہے، جس میں بعض مقامات پر مضامین میں کچھ مناسبت تو ہوتی ہے مگر فلسفہ نظم نہیں ہوتا۔اس اُمت کے محقق علما کبھی "نظم قرآن" کو تفسیر قرآن میں حجت قرار دینے کے قائل نہیں رہے۔یہی وجہ ہے کہ فراہی مکتب فکر کے حاملین کی تفسیری کتب بھی تفسیر بالراے مذموم کے ذیل میں آتی ہیں۔

بدر الدین شوکانیؒ(م۔۱۲۵۵ھ۔۱۸۳۹ء) تفسیر 'فتح القدیر' میں 'نظم قرآن' کے نظریے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اعلم أن كثيرًا من المفسرين جاءوا بعلم متكلف، وخاضوا في بحر لم يكلفوا سباحته، واستغرقوا أوقاتهم في فن لا يعود عليهم بفائدة، بل أوقعوا انفسهم في التكلم بمحض الرأي المنهي عنه في الأمور المتعلقة بكتاب الله سبحانه، و ذلك أنهم أرادوا أن يذكروا المناسبة بين الآيات القرآنية المسرودة على هذا الترتيب الموجود في المصاحف، فجاءوا بتكلّفات، وتعسّفات يتبرأ منها الانصاف، ويتنزه عنها كلام البلغاء فضلاً عن كلام الربّ سبحانه، حتى أفردوا ذلك بالتصنيف، وجعلوه المقصد الأهمّ من التأليف، كما فعله البقاعي في

تفسیرہ"[1]

درج بالا صراحت سے معلوم ہوا کہ بدر الدین شوکانیؒ(م-۱۲۵۵ھ-۱۸۳۹ء) نظم قرآن اور ربطِ آیات کے فلسفے کے سخت خلاف تھے اور وہ اسے ایک فتنہ اور مفسدہ سمجھتے تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی(م-۱۱۷۵ھ-۱۷۶۱ء) بھی 'نظم قرآن' کے قائل نہ تھے اور وہ قرآنِ مجید کو ایک 'مرتب' کتاب نہیں مانتے تھے۔ برصغیر میں نظم قرآن سے متعلق جداگانہ تصور کے حامل مولانا حمید الدین فراہیؒ(م-۱۳۴۸ھ-۱۹۳۰ء) بھی کسی آیت یا سورۃ کے سبب النزول کو فہم قرآن مجید کیلیے ضروری وناگزیر تصور نہیں کرتے تھے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت یا سورۃ ایسی نہیں جو کسی پس منظر، واقعہ، حادثہ یا سوال کے جواب میں نازل نہ ہوئی ہو، چنانچہ مولانا حمید الدین فراہیؒ(م-۱۳۴۸ھ-۱۹۳۰ء) لکھتے ہیں:

> "شان نزول کا مطلب، جیسا کہ بعض لوگوں نے غلطی سے سمجھا ہے، یہ نہیں ہے کہ وہ کسی آیت یا سورہ کے نزول کا سبب ہوتا ہے، بلکہ اس سے مراد لوگوں کی وہ حالت و کیفیت ہوتی ہے جس پر وہ کلام بر سر موقع حاوی ہوتا ہے۔ کوئی سورہ ایسی نہیں ہے جس میں کسی خاص امر یا چند خاص امور کو مد نظر رکھے بغیر کلام کیا گیا ہو، اور وہ امر یا امور جن کو کسی سورہ میں مد نظر رکھا جاتا ہے، اس سورہ کے مرکزی مضمون کے تحت ہوتے ہیں"۔[2]

شانِ نزول سے متعلق امین احسن اصلاحیؒ(م-۱۴۱۷ھ-۱۹۹۷ء) نے حمید الدین فراہیؒ(م-۱۳۴۸ھ-۱۹۳۰ء) کے مسلک کی پیروی کی ہے، حمید الدین فراہیؒ(م-۱۳۴۸ھ-۱۹۳۰ء) نے اپنی تفسیر "نظام القرآن" کے مقدمہ میں جو بیان کیا ہے در اصل یہی مؤقف ان حضرات سے پہلے جلال الدین سیوطیؒ(م-۹۱۱ ھ-۱۵۰۵ ء) نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" میں برہان الدین زرکشیؒ(م-۷۹۴ھ-۱۳۹۱ء) سے نقل کیا ہے، جو انہوں نے "البرھان فی علوم القرآن" میں تحریر فرمایا ہے جس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

---

[1] ۔شوکانی، محمد بن علی ،فتح القدیر الجامع بین فنی الروایہ والدرایہ من علم التفسیر ،دارالمعرفۃ بیروت،1428ھ، 2:142

[2] ۔ فراہی، حمید الدین، تفسیر قرآن کے اصول، ادارہ تدبر قرآن وحدیث، لاہور، 1999ء، 96

"حضرات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنھم کی عادت یہ تھی کہ جب وہ یہ کہتے ہیں فلاں آیت فلاں بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آیت اس حکم پر مشتمل ہے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بعینہ وہ بات اس آیت کے نزول کا سبب ہی ہے یہ گویا اس حکم پر اس آیت سے ایک قسم کا استدلال ہوتا ہے۔ اس سے مقصود نقل واقعہ نہیں ہوتا"۔[1]

مولانا حمید الدین فراہیؒ (م۔۱۳۴۸ھ۔۱۹۳۰ء) سورہ تحریم کی آیت:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

کے سبب النزول سے متعلق لکھتے ہیں:

"من ضعف النساء وو شدة احساسهن أنهن ربما يكرهن بعض الاطعمة۔ فقد عافت بعض أمهات المومنين عن بعض الطيبات، ولا باس ان يكون عسلاً كما روى۔"[2]

" عورتوں کی کمزوری اور ان کے سخت ترین جذبات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ بعض کھانے ناپسند کرتی ہیں ، تو بعض امہات المومنین نے بھی کچھ زیادہ پاکیزہ چیزوں کو کراہت کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ شہد ہو ، جیسا کہ روایت کیا گیا ہے"۔

حمید الدین فراہیؒ (م۔۱۳۴۸ھ۔۱۹۳۰ء) نے آیت بالا کے سبب النزول کو ضروری نہیں گر دانا جیسا کہ لکھتے ہیں:

" وقد بينا ايضاً فى ذالک الكتاب ان الروايات اختلفت و تلونت كما تلون فى اثوابها الغول لما توهموا قياسات السلف فى مصداق الايات اخبارا منهم۔ ثم دخلت فيه دسائس الملحدين فبا ضت و افرخت ۔۔۔۔ فذكروا فى شان نزول آيات هذه السورة ما يلقى الغطاء على معنى الكلام و يخلط بالنور

---

[1]۔ مقدمہ تدبر قرآن:15

[2]۔فراہی، عبدالحمید،تفسیر نظام القرآن وتاویل الفرقان بالفرقان،الدائرة الحمیدیة ،ہند،2008ء،190

الظلام،فوجبت علينا أن نكشف هذه الغمة"۔[1]

" اور ہم نے اس کتاب میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ روایات مختلف ہیں اور جن/بھوت کے اپنے جامہ میں مختلف رنگ بدلنے کی طرح رنگ اختیار کرچکی ہیں جو کہ انہوں نے سلف کی طرف سے خبر دیتے ہوئے ان آیات کے مصداق میں سلف کے قیاسات کو گمان کیا ہے۔بعد ازاں ان میں بے دین لوگوں کی سازشیں داخل ہو گئیں جو خوب پھلی پھولیں۔۔۔ تو انہوں نے اس سورت کی آیات کے سبب نزول میں ایسی باتیں ذکر کی ہیں جو کلام کے معنی پر پردہ ڈال دیتی ہیں اور روشنی کو اندھیروں کے ساتھ خلط ملط کر دیتی ہیں، ہم پر ان پردوں کا انکشاف ضروری ہے"۔

درج بالا ابحاث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظم قرآن کے مکتبہ فکر کے نمائندہ مفسرین میں سے حمید الدین فراہیؒ(م۔۱۳۴۸ھ۔۱۹۳۰ء) اور امین احسن اصلاحیؒ(م۔۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷ء) قطعی طور پر حدیث کا انکار نہیں کرتے،بلکہ بعض اوقات فتنہ انکار حدیث کا ردّ بھی کرتے ہیں لیکن انکے نظریہ سے انکارِ حدیث کے فتنہ کو تقویت ملتی ہے اور بعض مقامات پر ان سے حدیث کے معاملہ میں استخفاف کا پہلو نکلتا ہے۔رجم کی متواتر احادیث کے متعلق ان کے بیانات محدثین کے نقطہ نظر سے بالکل مختلف ہیں۔

## ۴۔عقل پرست مکتبہ فکر کی تفاسیر میں روایاتِ اسباب النزول

سرسید احمد خان(م۔۱۳۱۵ھ۔۱۸۹۸ء) تفسیر " تفسیر القرآن وھو الھدیٰ والفرقان" میں آیت

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۔ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۔ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۔ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ﴾[2]

کے سبب النزول سے متعلق لکھتے ہیں:

---

[1]۔ فراہی، تفسیر نظام القرآن:188

[2]۔ البقرۃ2:26

"تمام مفسرین اس آیت کی نسبت لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں مکھی و مکڑی و چیونٹی کا ذکر کیا ہے، اس پر کافر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی حقیر چیزوں کا ذکر کرنا خدا کی شان کے لائق نہیں ہے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مچھر یا اُس سے زیادہ حقیر چیز کی مثل کہنے میں خدا شرماتا نہیں"۔[1]

چونکہ سر سید احمد خانؒ (م۔۱۳۱۵ھ۔۱۸۹۸ء) تفسیر میں بالمنقول اور بالماثور کے طرز پر سلف سے استفادہ ضروری نہیں سمجھتے اس لیے روایات کا تذکرہ نہیں کیا، جس کی بناء پر تفسیر بالرائے کا رجحان غالب نظر آتا ہے۔ سر سید احمد خان (م۔۱۳۱۵ھ۔۱۸۹۸ء)ؒ نے آیت بالا کے سبب النزول میں روایت پیش نہیں کی حالانکہ کتب تفاسیر میں بکثرت روایات موجود ہیں۔

درج بالا صراحت سے واضح ہوا کہ عقلیت پسند مکتبہ فکر کے ہاں بھی روایاتِ اسباب النزول کا اہتمام تفسیر قرآن میں ضروری نہیں، جس کی بدولت تفسیر بالرائے المذموم فروغ پاتی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمدؒ (م۔۱۳۳۰ھ۔۱۹۱۲ء) سر سید احمد خان (م۔۱۳۱۵ھ۔۱۸۹۸ء) کے انہی افکار و نظریات پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ وہ معانی ہیں جن کی طرف نہ خدا کا ذہن منتقل ہوا، نہ جبریل حامل وحی کا، نہ رسول خدا کا، نہ قرآن کے کاتب و مدون کا، نہ اصحاب کا، نہ تابعین کا، نہ تبع تابعین کا، اور نہ ہی جمہور مسلمین کا۔"[2]

## ۶۔ شیعی مکتبہ فکر کی تفاسیر میں روایاتِ اسباب النزول

محمد بن حسن طوسی (۴۶۰ھ) سورۃ آل عمران کی آیت:

﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ﴾[3]

[1] ۔ سر سید، تفسیر القرآن وھو الھدیٰ والفرقان، رفاہ عام اسٹیم پریس، لاہور: ص:36

[2] ۔ ڈپٹی نذیر، افکارِ سر سید:24

[3] ۔ آل عمران 61:3

کے سبب النزول میں یہ روایت پیش کرتے ہیں:

"ولما نزلت هذه الاية اخذ النبى بيد على و فاطمة و الحسن والحسين عليهم السلام، ثم دعا النصارىٰ الىٰ المباهلة، فاحجموا عنها واقروا بالذلة والجزية"۔[1]

" جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو ہاتھ سے پکڑا، پھر عیسائیوں کومباہلہ کی طرف بلایا تو وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گئے اور ذلت و جزیہ کو تسلیم کر لیا"۔

شیعی مکتبہ فکر قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے اسباب نزول کی روایات سے استدلال کرتے ہیں جس کی نوعیت وصحت کا خلاصہ ذیل میں سپرد قلم کیاجاتاہے:

درج بالا روایت کی سند میں محمد بن سائب کلبی ہے، جس پر ائمہ جرح وتعدیل کذب اور وضع حدیث کا حکم لگاتے ہیں۔ مزید بر آں روایت بالا کتب تفاسیر بالماثور میں بھی وارد ہوئی ہے، لیکن اہل السنہ کی کتب تفسیر میں(اخذ النبیﷺ بيد على و فاطمة و الحسن والحسين عليهم السلام) کے الفاظ موجود نہیں۔ الفاظ مذکورہ کیساتھ روایت ہذا کی صحت مزید مشکوک ہوجاتی ہے۔ محمد بن سائب کلبی سے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کی نقد ذکر کی جارہی ہے:

واحدیؒ(م۔۴۶۸ھ۔۱۰۷۵ء) کے تفسیر البسیط کے محقق درج بالا روایت سے متعلق رقمطراز ہیں:

" وردت قصة المباهلة في كتب السنة، والتفسير بالمأثور، بروايات وألفاظ مختلفة تتفق في مضمونها مع ما ذكره المؤلف، ولكن لم أجد الرواية بهذا اللفظ الذي ساقه المؤلف إلا عند البغوي في "تفسيره" 48:2، وذكرها الزمخشري في "الكشاف" 1: 434.وتتفق بعض ألفاظ رواية المؤلف مع بعض الروايات الواردة في كتب السنة، وتقرب من بعضها، كما أن بعض ألفاظها بالمعنى. "۔[2]

---

[1]۔طوسی،محمد بن حسن،ابو جعفر،التبیان فی تفسیر القرآن،دار احیاء التراث العربی، بیروت،1989، 3:543

[2]۔واحدی،علی بن احمد بن محمد،التفسیر البسیط،عمادۃ البحث العلمی،ریاض1424ھ،5:322

درج بالا روایت آیت مذکورہ کیلیے سبب النزول قرار نہیں دی جاسکتی، کیونکہ روایت کی سند میں کلبی موجود ہے، جس کے کذب پر تمام ائمہ جرح و تعدیل متفق ہیں اور کلبی سے متعلق وضع کا حکم بھی ائمہ جرح کے ہاں معروف ہے، جیسا کہ مذکورہ اقتباسات سے واضح ہے، جیسا کہ الاستیعاب کے محقق روایت کی تحقیق و تخریج کے بعد اس مذکورہ بالا روایت کو موضوع قرار دیتے ہیں۔

"ذكره الحافظ في "العجاب" (2: 674)؛ قال: "قَوْلٌ آخر: قال ابن الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس، وذكره".قلنا: تقدم أن الكلبي وشيخه كذابان؛ فالحديث موضوع. "۔[1]

مزید بر آں جمہور مفسرین کی کتب تفسیر و متونِ حدیث میں یہ واقعہ موجود ہے، لیکن کسی بھی روایت میں (اخذ النبیﷺ بيد على و فاطمة و الحسن والحسين عليهم السلام) کے الفاظ موجود نہیں، لہٰذا روایت سنداً درست قرار نہیں دی جاسکتی، چونکہ محمد بن حسن طوسی کی تفسیر اہل التشیع کی نمائندہ تفسیر ہے، اس لیے حب اہل بیت میں یہ روایت ذکر کر دی گئی ہے۔

ذکر کردہ روایت کی تحقیق و تخریج سے واضح ہوا کہ یہ روایت آیت کیلیے سبب النزول نہیں، کیونکہ روایت میں موجود راویان متروک ہونے کیساتھ ساتھ روایت میں سیاق قرآنی کی واضح مخالفت ہے کیونکہ یہ واقعہ سنداً موضوع اور بے بنیاد ہے۔

## ۷۔ صوفیاء کی تفاسیر میں روایاتِ اسباب النزول

تصوف کے منہج پر لکھی جانے والی کتب تفسیر میں اسباب نزول پر مبنی روایات سے استدلال کا منہج واسلوب کا جائزہ ذیل میں پیش خدمت ہے:

سورۃ المائدۃ کی آیت:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ

---

[1] ۔الھلالی، سلیم، الاستیعاب فی بیان الاسباب، دار ابن جوزی، دارابن جوزی،المملکة العربیه السعودیه1425ھ،1:257

الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾[1]

ابو البرکات نسفیؒ(م۔۷۱۰ھ۔۱۳۱۰ء) آیت بالا کے سبب النزول سے متعلق یہ روایت لکھتے ہیں:

" قيل إنها نزلت في علي رضي الله عنه حين سأله سائل وهو راكع في صلاته فطرح له خاتمه كأنه كان مرجاً في خنصره فلم يتكلف لخلعه كثير عمل يفسد صلاته"۔[2]

"کہاجاتا ہے کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب ان سے کسی سائل نے سوال کیا تھاحالانکہ وہ نماز میں رکوع کی حالت میں تھے، تو اس سائل کی طرف اپنی انگوٹھی پھینک دی، چونکہ وہ چھنگلی میں کھلی کھلی تھی، تو اس لیے اپنے آپ کو زیادہ عمل کا مکلف نہیں کیا کہ جس سے نماز فاسد ہو"۔

اسی طرح مفسر موصوف آیت بالا کے ضمن میں موجود غیر صحیح روایت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وورد بلفظ الجمع وإن كان السبب فيه واحداً ترغيباً للناس في مثل فعله لينالوا مثل ثوابه.والآية تدل على جواز الصدقة في الصلاة ، وعلى أن الفعل القليل لا يفسد الصلاة"۔[3]

" آیت لفظ جمع کے ساتھ وارد ہوئی ہے اگرچہ اس کا سبب نزول ایک ہی آدمی تھا تاکہ لوگ اس جیسے کام میں حصول ثواب کے لیے رغبت اختیار کریں ، اور یہ آیت نماز کی حالت میں صدقہ کے جواز پر بھی دلالت کرتی ہے اوراس بات پر بھی کہ تھوڑا سا فعل نماز کو فاسد نہیں کرتا"۔

ابن عجیبہ(۱۲۲۴ھ)اپنی تفسیر "البحر المدید" میں آیت مذکورہ سے متعلق لکھتے ہیں:

" وجملة: (وهم راكعون) : حال، إن نزلت في عليّ رضي الله عنه، أو عطف إن كانت عامة."۔[4]

---

[1] ۔المائدۃ5:55

[2] ۔نسفی،عبدالله بن احمد،مدارک التنزیل وحقائق التاویل،دارلکلم الطیب، بیروت،1431ھ،1:456

[3] ۔نسفی، مدارک التنزیل:1:456

[4] ۔ابن عجیبه، احمد بن محمد، صوفی،البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید،دارلکتب العلمیه بیروت،

"اور جملہ (و ہم راکعون) اگر علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوا ہے تو حالیہ ہے
اور اگر اس کا حکم عمومی ہے تو پھر عاطفہ ہے"۔

مذکورہ بالا بحث سے واضح ہوا کہ صوفیاء کرام کی تفاسیر میں عمومی طور پر روایاتِ اسباب النزول کا اہتمام نہیں۔ تیسری صدی ہجری کے صوفی مفسر سہل بن عبداللہ تستری (۲۸۳ھ) نے اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" میں اور پانچویں صدی کے مفسر محمد بن حسین سلمی (۴۱۲ھ) نے اپنی تفسیر "زیادات حقائق التفسیر" میں اور ساتویں ہجری کے معروف مفسر ابو محمد روزبہان البقلی شیرازی (۶۰۶ھ) نے اپنی تفسیر "عرائس البیان فی تفسیر القرآن" میں اسباب النزول کا اہتمام نہیں کیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ صوفیاء کرام کی نمائندہ اور مصادر کی حیثیت رکھنے والی کتب تفاسیر میں روایاتِ اسباب النزول کو ذکر نہ کرنے کی بڑی وجہ تفسیر بالرائے کی ترویج اور فروغ ہے۔

## حاصلِ بحث

درج بالا بحث کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ تفسیر قرآن مجید کے تمام مناہج میں سے تفسیر بالماثور کا منہج ہی زیادہ قوی اور قابل اعتماد ہے، جس کی وجہ سنت رسول، اقوال صحابہؓ اور تابعینؒ کے تائیدی بیانات کا اس میں ہونا ہے۔ تفسیر بالرائے میں محمود درائے کو جس طرح مقام عالی حاصل ہے اسی طرح تفسیر بالرائے مذموم کو مقام نازل حاصل ہے۔ ابن تیمیہ (م۔۷۲۸ھ۔۱۳۲۷ء) فرماتے ہیں:

"جس طرح حدیث کی صحت کے لیے قطعی دلائل ہوتے ہیں، اسی طرح حدیث کے ضعیف اور موضوع ہونے (جھوٹا ہونے) کے بھی قطعی دلائل ہیں، مثلاً: انہیں بدعتی وضاعین نے وضع کیا ہو اور فضائل میں غلو سے کام لیا ہو، جیسے عاشوراء کے دن کی فضیلت، اس میں نماز پڑھنے کا ذکر۔ تفاسیر میں اس قسم کی موضوع روایات بکثرت ہیں، جیسا کہ مختلف سورتوں کی فضیلت میں امام ثعلبیؒ، واحدی اور زمخشری روایات نقل کرتے ہیں۔ ثعلبیؒ اگرچہ دیندار اور صاحب علم ہیں، مگر وہ حاطب لیل ہیں سابقہ تفاسیر میں جو کچھ انہیں ملا اسے اپنی تفسیر میں بلا سوچے سمجھے نقل کر دیا خواہ وہ صحیح ہو، ضعیف ہو یا موضوع"۔

ائمہ جرح و تعدیل اور اصول تفسیر کے ماہرین کی روشنی میں عدمِ روایاتِ اسباب النزول کی بناء پر تفسیر بالرائے

کے فروغ وترویج میں درج ذیل اسباب ہیں:

1. کتب تفاسیر بالرائے المحمود کے مفسرین نے روایاتِ اسباب النزول کو تفسیر کیلیے ضروری سمجھتے ہیں، یہی وجہ کہ مذکورہ کتبِ تفاسیر میں بکثرت روایاتِ اسباب النزول ذکر کی جاتی ہیں۔ مفسرین کرام نے بھی تفسیر بالرائے کی اقسام میں بالرائے المحمود کو ہی بہتر اور قابلِ قبول تفسیر قرار دیا ہے۔
2. کتبِ تفسیر بالرائے المذموم کے ضمن میں اہل تشیع کی کتب تفاسیر میں روایاتِ اسباب النزول کا ذکر شاذونادر ہی ہے، جن کتب میں روایاتِ اسباب النزول موجود ہیں، وہ بھی سنداً صحیح نہیں بلکہ ضعیف و موضوع ہیں۔
3. صوفیاء کرام کی کتب تفسیر میں روایاتِ اسباب النزول کا اہتمام بنسبت دیگر کتبِ تفسیر کے کم ہے۔ بعض کتب تفاسیر صوفیاء میں اگرچہ روایاتِ اسباب النزول کا ذکر ہے لیکن روایات کی تحقیق و تخریج سے معلوم ہوتا ہے مفسرین نے بنیادی مصادر سے کم استفادہ کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ کتبِ مذکورہ میں ضعیف اور غیر مستند روایات نسبتاً زیادہ ہیں۔
4. کتبِ تفاسیر بالرائے المذموم میں روایاتِ اسباب النزول چونکہ غیر مستند اور ضعیف ہیں، لہٰذا تفاسیر بالرائے المذموم کے منہج پر تالیف کی گئی کتبِ تفاسیر میں سلف سے استفادہ کم کیا گیا ہے، جس سے تفسیری فہم پر غیر معمولی اثرات نمایاں ہوئے ہیں۔
5. کتبِ تفاسیر بالرائے المذموم میں واردروایات کی تخریج وتحقیق کی ضرورت دیگر کتبِ تفاسیر کی نسبت زیادہ ہے، یہی وجہ ہے کہ جن علمائے کرامؒ نے کتبِ تفاسیر میں بے بنیاد روایات کی نشاندہی کا ذکر کیا ہے، وہ ایسی ہی روایات سے متعلق ہے، جو کتبِ تفاسیر بالرائے المذموم میں ذکر کی گئی ہیں۔